صوبہ خیبر پختونخواہ میں فقہ اسلامی کی تدریس وتدوین کی تاریخ وارتقاء

History and Development of Teaching and Compilation of Islamic Jurisprudence in Khyber Pakhtunkhwa

Abdun Nasir
Research Scholar, Deptt of Islamic studies, Gomal University D.I.Khan
abdunnasirmarwat@gmal.com

Dr. Muhammad Naseer
Assistant Professor, Deptt of Islamic studies, Gomal University D.I.Khan
m.naseer7119@gmal.com

Riaz Ahmad Khan
Research Scholar, Deptt of Quran o Sunnah, University of Karachi
riazbinmumtaz@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract

Khyber Pakhtunkhwa Province is located in the northwest of Pakistan. The people here have a great devotion to the religion of Islam in general and to the religious sciences in particular. Islam has entered the region since the first century and since then, the teaching and learning of the Qur'an and Sunnah has continued in the region. The jurists have used the term jurisprudence for the knowledge of rules and issues by deriving inferences from the Qur'an and Hadith. In the past, due to the special circumstances of the region, there was very little formal system of teaching and learning in the early days of the Islamic jurisprudence but, these sciences are often passed on by hearts. The tradition of training a child in religious matters at home, in a mosque and other places has been prevalent in the region since ancient times. The best opportunities for the promotion of science and art in the region began when (in 1526-1206) a formal Muslim government was established here in the name of the Delhi Empire. This era is of great political, social, scientific and cultural significance. Interest was expressed in jurisprudential discussions, teaching and learning of jurisprudence, authorship and compilation of fatwas. After the reign comes the Mughal period (1858-1526) The Mughal rulers were generally knowledgeable. The Islamic scholars of the time took a special interest in this art, which came to be regarded as an important means of intimacy with the ruler and special financial support is given to scholars who have made teaching or researching jurisprudence as their life's mission. The authorship of Fatwa Alamgiri on the orders of Aurangzeb Alamgir, one of his rulers, is a great jurisprudential endeavor. During this period magnificent mosques were built in which teaching and learning continued and Jurisprudential writings were also written and the invention of the printing press played an important role in advancing this work. In 1857, the British snatched the government from the Mughals and occupied India. The British published anti-Islamic literature. The Qur'an, Qur'anic exegesis, Hadiths of the Prophet, Sira of the Prophet, jurisprudential laws such as the duties of marriage and divorce, etc. were attacked. Muslims have been known to teach sectarian tensions, weaken national unity, patronize

new religious leaders, provide financial support to strengthen the Qadiani movement, and increase Shia, Sunni, Deobandi and Barelvi prejudices to create chaos and dissension among Muslims have been tried by British. Because of these conspiracies that the Islamic scholars issued a fatwa of jihad against the British and strengthened the attachment of religion among the Muslims and awakened the national consciousness among the Muslims and promoted the establishment of madrassas and the spirit of religious books for the teaching of Qur'an, Hadith and Fiqh. Thus, the teaching and research of jurisprudence continued to increase. The printing of books also took on a new and modern form. Mosques, madrassas, iftar centers as well as modern educational institutions such as schools and colleges were established but public universities did not exist. When Pakistan came into being in 1947 after the departure of the British, the teaching and research of jurisprudence continued but there was no organized network of madrassas and nor was there an education board. The practice of writing large books of jurisprudence and fatwas was not common and nor was there an element of innovation. However, after the first ten years, there was a new lease of life in the teaching and research of jurisprudence in Khyber Pakhtunkhwa. Large religious madrassas, ifta centers, government universities and education boards established. In which the activities of teaching and researching jurisprudence began to intensify. If we look at the role of madrassas and government universities in the promotion and evolution of jurisprudence, then in the field of teaching and research of jurisprudence, madrassas and universities in Khyber Pakhtunkhwa are not behind other provinces of Pakistan.

Keywords: Ilm-e-Fiqh; Qur'an and Sunnah; ancient times; Sira of the Prophet; Khyber Pakhtunkhwa.

صوبہ خیبر پختونخواہ پاکستان کے شمال مغرب میں واقع ہے اور یہاں پہلی صدی ہجری میں اسلام داخل ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم کے درس وتدریس کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور مختلف اسلامی وغیر اسلامی ادوار میں نشیب وفراز پر مشتمل درس وتدریس کا یہ سلسلہ آگے بڑھتے ہوئے عصر حاضر میں اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے اور ان اسلامی علوم کی تدریس وتحقیق کیلئے باقاعدہ ادارے بن چکے ہیں اور یہ ادارے دو طرح کی ہیں ا۔ مدارس دینیہ ۲۔ سرکاری جامعات۔ ان دونوں قسم اداروں میں دیگر علوم کی طرح فقہ کی تدریس وتحقیق کا عمل بھی زور وشور سے جاری ہے ذیل میں سب سے پہلے خیبر پخونخواہ کا تعارف پیش کیا جائیگا اس کے بعد علم فقہ کے مختلف ادوار پر روشنی ڈالی جائیگی۔

خیبر پختونخواہ کا تعارف:

خیبر پختون خواہ پاکستان کا صوبہ ہے جو پاکستان کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے رقبے کے لحاظ سے پاکستان کے چار صوبوں میں سب سے چھوٹا جبکہ آبادی کے لحاظ سے تیسرا بڑا صوبہ ہے[(1)]۔ اس کے 26 اضلاع ہیں جب کہ حال ہی میں فاٹا کی سات قبائلی ایجنسیوں کے صوبے میں ادغام کی وجہ سے اضلاع کی تعداد 33 ہو جائے گی[(2)]۔ اس کا موجودہ نام خیبر پختون خواہ ہے[(3)]۔ اس کا شمالی حصہ سرسبز وشاداب علاقوں پر مشتمل ہے جہاں لوگ مختلف علاقوں سے سیر وتفریح کے لئے آتے ہیں اور جنوبی حصہ شہروں پر مشتمل ہے جہاں پاکستان کے بہت سے اہم ادارے اور صنعتیں موجود ہیں[(4)]۔ صوبائی زبان پشتو اور صوبائی دارالحکومت پشاور ہے[(5)]۔ صوبہ خیبر پختون خواہ کا علاقہ ارضیاتی طور پر حساس جگہ پر واقع ہے اور یہی وجہ ہے کہ ماضی میں یہاں کئی زلزلے آچکے ہیں۔ مشہور درہ خیبر صوبے کو افغانستان سے ملاتا ہے۔ صوبہ خیبر پختون خواہ کا سب سے بڑا شہر پشاور ہے دوسرے بڑے شہروں میں نوشہرہ، مردان، چارسدہ، مانسہرہ، ایوبیہ، نتھیا گلی اور ایبٹ آباد شامل ہیں۔ ڈیرہ اِسماعیل خان، کوہاٹ، کوہستان، اور بنوں بڑے اضلاع ہیں[(6)] صوبہ خیبر پختون خواہ کا خطہ جنوب میں خشک

پتھریلی علاقوں جب کہ شمال کا علاقہ سرسبز میدانوں پر مشتمل ہے۔ آب و ہوا شدید ہے۔ سردیوں میں یخ، ٹھنڈ اور گرمیوں میں نہایت گرمی پڑتی ہے۔ شدید موسم کے باوجود زراعت زیادہ ہے (7) سوات، کالام، دیر بالا، ناران اور کاغان کی پہاڑی زمین حسین وادیوں کے لئے مشہور ہے۔ ہر سال ملکی وغیر ملکی سیاح یہاں سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں۔ سوات، کالام کو "سوئیزر لینڈ" کا ٹکڑا بھی کہا جاتا ہے (8)۔ 2017 کی مردم شماری کے مطابق خیبر پختون خواہ کی کل آبادی 35,525,047 ہے۔ اس کا کل رقبہ 39,282 مربع میل ہے۔ صوبہ خیبر پختون خواہ جو کبھی گندھارا تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔ اب یہ علاقہ پرہیز گار، پر خلوص اور مہمان نواز مسلمانوں کے لئے مشہور ہے۔ جس کے لوگ اپنے مذہب، اقدار، ثقافت، تہذیب و تمدن، روایات اور طریقہ ہائے زندگی کی نہایت جوش و جذبہ سے حفاظت کرتے ہیں (9)۔ صوبہ خیبر پختون خواہ میں چاروں موسم پائے جاتے ہیں ڈیرہ اسماعیل خان پاکستان کے گرم ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ جو صوبہ کے جنوبی حصے میں واقع ہے اس کے برعکس سوات، دیر، چترال جیسے علاقے اکثر پاکستان کے سرد علاقوں میں شمار ہوتے ہیں (10)۔ زراعت کا خیبر پختون خواہ کی معیشت میں اہم کردار ہے۔ صوبے کی اہم پیداوار گندم، مکئی، چاول اور گنا ہیں۔ جب کہ کئی پھل بھی اُگائے جاتے ہیں۔ پشاور میں کچھ صنعتی اور اعلیٰ تکنیکی سرمایہ کاری نے علاقے کے لوگوں کے لئے ذرائع آمدن مہیا کرنے میں بہت مدد کی ہے۔ صوبے میں ہر اس چیز کی تجارت ہوتی ہے جس سے پاکستان کے لوگ واقف ہیں اور یہاں کے بازار پورے پاکستان میں مشہور ہیں۔ صنعتوں کے قیام سے بے روزگاری میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے (11)۔

صوبہ خیبر پختون خواہ میں سب سے بڑا نسلی گروہ پختونوں کا ہے سب سے بڑی زبان پشتو جب کہ ہندکو دوسری بڑی عام زبان بولی جانے والی مقامی زبان ہے۔ کوہستانی، سرائیکی، بلوچی اور دیگر کئی زبانیں بولی جاتی ہیں (12) صوبہ خیبر پختون خواہ کے مرکز اور جنوب کے دیہاتی علاقوں میں کئی پختون قبیلے آباد ہیں جن میں بنگش، داوڑ، میاں خیل، یوسفزئی، تنولی، دلازاک، خٹک، مروت، آفریدی، شینواری، اورکزئی، محسود، بھٹنی، کنڈی، مہمند، بنوچی اور وزیر قبائل شامل ہیں۔ شمال کی طرف سلیمان خیل، سلیمانی سواتی، ترین، جدون اور مشوانی بڑے پشتون قبیلے ہیں۔ کئی غیر پشتون قبیلے بھی ہیں مثلاً اعوان، گجر وغیرہ (13)۔ شمال میں ضلع چترال ہے جہاں چھوٹے نسلی گروہ جیسے کوہستانی، کھو، پشتون، گجر، کیلاش اور بدخشانی ہیں۔ ان کے علاوہ صوبہ خیبر پختون خواہ میں 1.5 ملین افغان مہاجرین بھی قیام پذیر ہیں۔ جن میں اکثریت پشتونوں کی ہے صوبہ خیبر پختون خواہ کے تمام باشندگان مسلمان ہیں جن میں سنی سب سے زیادہ ہے (14)۔ صوبہ خیبر پختون خواہ میں اعلیٰ تعلیم کی طرف رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اور اس صوبے میں اعلیٰ تعلیم کے بڑے بڑے مدارس اور جامعات موجود ہیں۔ جن میں دیگر علوم کی طرح فقہ کی تدریس، استفتاء و تحقیق اور تصنیف و تالیف کا کام تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور ایک بہت بڑا ذخیرہ معرض وجود میں آیا ہے۔ علماء، فقہاء، مفتیان کرام، پروفیسرز اور محققین شب و روز ان مراکز میں اپنی تدریسی خدمات بھی سر انجام دے رہے ہیں۔ جو طلباء کرام کی توجہات اپنی طرف مبذول کرانے میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ اور یوں عصر حاضر میں یہ خطہ دیگر خطوں سے فقہ کے حوالے سے پیچھے نہیں رہا۔ باوجود کم وسائل کے جہد مسلسل اور عزم واستقامت سے کام لیتے ہوئے ایک نمایاں مقام حاصل کیا۔

مغلیہ سلطنت سے پہلے زمانہ میں خیبر پختونخواہ میں علم فقہ:

خیبر پختونخواہ کے حدود اربعہ عرب ممالک بالخصوص مدینہ، کوفہ، بصرہ اور دوسری طرف برصغیر کے ممالک اور شہروں سے قریبی روابط کو دیکھ کر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ خیبر پختون خواہ کے خصوصی حالات اور جغرافیائی ہیئت ترکیبی کی وجہ سے یہاں کے لوگوں میں دین اسلام کے لئے بالعموم اور دینی علوم کے لئے بالخصوص بڑی عقیدت پائی جاتی ہے اس خطہ کے باشندوں میں اسلامی حمیت اور دینی غیرت بدرجہ

اتم موجود ہے۔ چنانچہ جب سے اس علاقے میں اسلام کا ورود ہوا ہے۔ اس وقت سے یہاں پر قرآن وسنت نبویؐ کی تعلیمات حاصل کرنے کا سلسلہ جاری ہوا ہے ان دونوں عظیم ماخذ شرع کے ساتھ انہوں نے ہر موقعہ پر اپنی عقیدت واحترام کا پرزور مظاہرہ کیا ہے۔ کسی بھی دینی تقاضے کو پورا کرنے کی خاطر یہاں کے لوگوں نے موقعہ بہ موقعہ عظیم قربانیاں دی ہیں[15]۔ کافی غور وخوض اور سعی بسیار کے باوجود اس خطہ میں اسلام کے ورود مسعود کی تاریخ کا تعین نہیں کیا جاسکا۔ تاہم عام مؤرخین اور محققین اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ جس دن سے دین اسلام کا اس علاقے میں ورود ہوا ہے۔ اسی دن سے ہی دین کی سمجھ بوجھ (فقہ وتفقہ فی الدین) حاصل کرنے کا عمل شروع ہوا ہے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ برصغیر پاک وہند کی طرح صوبہ خیبر پختونخواہ میں بھی اسلام کی آمد محمد بن قاسم کی آمد کے ساتھ ہی ہوئی ہے۔ مگر بعض علماء نے اس سے ہٹ کر ایک اور بات کہی ہے۔ جو زیادہ قرین قیاس ہے وہ یہ کہ خیبر پختون خواہ کی زبان وثقافت پر پہلی قومی کانفرنس میں پڑھے جانے والے مقالہ بعنوان "پشتو میں دینی ادب" کے مصنف جناب محمد عارف نسیم کہتے ہیں کہ بعض محققین کا خیال ہے کہ پشتون قبائل پہلی صدی ہجری میں اسلام سے روشناس ہو گئے تھے[16]۔ یہ دوسرا مفروضہ کئی لحاظ سے قرین قیاس ہے کہ ترک، عرب اور پشتون تین ایسی قومیں ہیں جو کہ سب کی سب ایک ساتھ مسلمان ہوئی ہیں اور اس بات سے بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اس خطہ میں اسلام پہلی صدی ہجری میں آیا ہے جیسے کہ یہاں پر موجود بعض مزارات اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ جو صحابہ یا اصحاب کے ناموں سے مشہور ہیں۔ جس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ اس علاقہ میں محمد بن قاسم کی آمد سے بھی بہت پہلے اسلام آیا تھا[17]۔ یہ سب کچھ نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ اس خطہ میں جس وقت اسلام کا ورود ہوا۔ تو اس کے ساتھ ہی دینی علوم یعنی قرآن فہمی، حدیث کی تشریح اور اس سے مستنبط ہونے والے مسائل سے متعلق علم (فقہ) کا ورود بھی ہوا یا کہ نہیں؟ تو عام تاثر یہ ہے کہ اسلام کا ابدی پیغام جہاں جہاں پہنچتا ہے تو وہاں تعلیم وتعلم، حلال وحرام اور عبادات سے متعلق مسائل کی سمجھ بوجھ (فقہ) حاصل کرنے کا عمل اسی وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ خیبر پختون خواہ میں اسلام آیا ہو۔ اور دینی علوم کی ابتداء اس کے ساتھ نہ ہوئی ہو۔ خیبر پختون خواہ کا تعلق ابتداء ہی سے اسلام کے ساتھ رہا ہے۔ جس کی اہم وجوہات اشاعت اسلام اور دوسرے اسباب سے زیادہ قدرتی حالات اور یہاں کے باشندوں کا اسلام سے والہانہ لگاؤ ہی ہے[18]۔ یہ بات بھی عیاں ہے کہ چونکہ فقہ کی ابتداء بھی (غیر رسمی طور پر ہی سہی) حضور ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں ہوئی تھی جب حضور ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر مقرر کر کے پوچھا۔ معاذ، آپ اپنے امور کا فیصلہ کس پر کریں گے؟ تو آپ نے جواب میں کہا قرآن پر۔ حضور ﷺ نے پھر سوال کیا۔ کہ اگر اس میں نہ ہو تو پھر؟ حضرت معاذ نے جواب دیا پھر سنت نبوی پر، اگر اس میں بھی نہ ہو (حضور ﷺ نے پھر پوچھا) تو پھر کس پر فیصلہ کرو گے؟ اس کے جواب میں آپ نے کہا کہ قیاس واجتہاد پر (عمل کروں گا)[19]۔

یہاں یہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآن وسنت کے مطالعہ کے ساتھ استنباط مسائل (فقہ وعلم الفقہ) بھی اسلامی ودینی علم کے بنیادی علوم میں شامل ہے۔ اس لئے جس دن سے علوم دینیہ کی ابتداء ہوئی ہے۔ تو اس دن سے حتمی طور پر علم فقہ کی بھی ابتداء ہوئی ہے اگرچہ عمومی طور پر خیبر پختون خواہ کا خطہ سیاسی طور پر کبھی ہندوستان اور کبھی افغانستان وایران کے زیر اثر رہا ہے۔ لیکن نائب السلطنت کی حیثیت سے یہاں کے باشندوں نے ہمیشہ ہی اسلام کی خدمت انجام دی ہے تاریخ کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک طرف مسلمان حکمرانوں نے تلوار کے زور سے ملک فتح کر لئے اور اپنے مذہبی اقدار کی حفاظت کی تو دوسری طرف اکابرین نے اپنے اوصاف حمیدہ کے ذریعے اور دینی علوم کی اشاعت کر کے یہاں کے لاکھوں انسانوں کے دل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فتح کر لئے۔ اس لحاظ سے ان علمائے کرام اور صوفیائے عظام

کے کارنامے کسی بھی مسلمان بادشاہ کے کارناموں سے کہیں زیادہ ہیں [20]۔ اپنے بزرگوں اور علماء سے سنتے چلے آئے ہیں کہ خیبر پختون خواہ کے خصوصی حالات کے پیش نظر یہاں پر بہت کم ہی باقاعدہ وباضابطہ درس وتدریس کا کوئی رسمی نظام کبھی قائم رہاہے بلکہ تعلیم وتعلم کا سلسلہ اکثروبیشتر سینہ بہ سینہ چلتا آرہاہے۔ بالخصوص عقائد، حلال وحرام عبادات، معاملات اور قضاء وافتاء جیسے موضوعات سے اپنے آپ کو باخبر رکھنے کے بارے میں ہر طرح کی کوشش کی جاتی رہی ہیں۔ کسی بھی صورت میں دینی امور سے غفلت نہیں برتی جاتی ہے بہت قدیم زمانہ سے بچے کو اپنے گھر، مسجد اور دیگر مقامات پر دینی امور میں تربیت دینے کی روایت اس خطہ میں رائج رہی ہے۔

اسلام کی روشنی جہاں بھی پہنچ جاتی ہے وہاں پر امت کی راہنمائی کیلئے علماء ومحققین اور مفتیان کرام بھی موجود ہوتے ہیں اسلام جب پہلی بار صوبہ خیبر پختونخواہ میں حضرت عثمان بن عفان کے دور میں پھیلا تو پشاور اوراس کے مضافات میں لوگ مشرف بااسلام ہوئے اسلامی فوج میں صحابہ کرام اور تابعین بھی موجود تھے اس لئے افتاء کا یہ اہم فریضہ وہ حضرات خود ہی انجام دیتے رہے اس سرزمین میں علوم وفنون کی ترویج و اشاعت کی ابتداء کے بہتر مواقع اس وقت فراہم ہوئے جب یہاں باقاعدہ مسلم حکومت دہلی سلطنت کے نام سے قائم ہوئی۔ برصغیر میں مسلم دور حکومت عہد وسطی کے نام سے یاد کیا جاتاہے عہد وسطی دو بڑے بڑے حصوں پر مشتمل ہے اول عہد سلطنت (۱۲۰۶ء۔۱۵۲۶ء) دوم عہد مغلیہ (۱۵۲۶ء۔۱۸۵۷ء) عہد سلطنت جس میں مختلف خاندانوں کی حکومت رہی ہے سیاسی وسماجی اور علمی وتمدنی مختلف حیثیتوں سے کافی اہمیت رکھتاہے [21] اس دور میں ایشیاء اور ماوراء النہر کے علماء وفقہاء کثیر تعداد میں منتقل ہو کر ہندوستان بالخصوص دہلی میں رہائش پذیر ہوئے۔ ان کی خاص دلچسپی فقہ میں تھی۔ ان کے زیر اثر علاقہ میں فقہ کا زور بڑھا اور علماء کی مجلسوں میں خاص طور پر فقہی مباحث زیر بحث آئے۔ مزید برآں مدارس میں فقہ کی درسیات کو نمایاں مقام ملا فقہ کی تصنیف و تالیف اور فتاویٰ کی تالیف میں دلچسپی کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دور میں مختلف طرز پر فقہی کتب مرتب کی گئیں۔ جن میں فتاوی کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ برصغیر میں فقہی کتب کی تالیف کا سلسلہ ابتدائی دور میں جاری ہوگیا تھا۔ اور بعض فقہی رسائل کی تالیف سلطان محمود غزنوی عہد سے بھی منسوب کی جاتی ہے [22] جب محمود غزنوی نے پشاور فتح کرلیا تو شریعت کا اعلان کرتے ہوئے اسلام کو عملی طور پر نافذ کردیا اور اسلامی قانون کو چلانے کیلئے آپ نے باقاعدہ علمائے کرام کی راہنمائی حاصل کی قضاء وافتاء کی اس اہم ذمہ داری کو اپنے اسلامی لشکر میں شامل دلہ زاک قوم کے مولانا فائز علی اوران کے والد مولانا یوسف علی کو سونپ دی یہ شریعت محمدی کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے [23] سلطان محمود غزنوی نے خود بھی فقہ کی ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "التفرید فی الفروع" ہے اس میں امام شافعی کی فقہ کے مطابق بہت سے مسائل بیان کئے گئے ہیں [24]۔ غزنی سلطنت ختم ہونے کے بعد مشہور بادشاہ محمد غوری اپنے وفادار جرنیل قطب الدین ایبک کے ذریعے اس خطہ پر قبضہ جمایا اوراس کے زمانہ میں فقہ کی تعلیم وتعلم کا زمانہ چلتا رہا [25]۔

سلاطین دہلی میں سلطان فیروز شاہ تغلق کا عہد (1351ء1377ء) فقہ کے عروج کا زمانہ کہا جاتاہے۔ سلطان ذاتی دلچسپی رکھنے کی وجہ سے علماء سے تبادلہ خیال کے علاوہ ان سے فقہ کی کتابیں پڑھوا کر بھی سنتا تھا اور اپنی حکومت کے نظم ونسق میں احکام شریعت کے نفاذ کا خواہاں تھا۔ اوراس کے لئے اس نے سنجیدہ کوششیں بھی کیں [26] اور فقہ کی کتابیں مرتب کرائیں جن میں فتاویٰ کے مجموعے بھی شامل تھے۔ عہد فیروز شاہی کی فقہی کتب میں فتاویٰ فیروز شاہی، فتاوی تاتار خانی، فوائد فیروز شاہی [27] طرفۃ الفقہاء اور تحفۃ النصائح خاص طور سے معروف ہیں۔ صوبہ خیبر پختون خواہ پر ان فتاوؤں کا اثر رہاہے۔ اور علم فقہ صرف کتابوں ہی نہیں بلکہ عملی طور پر نافذ رہاہے [28]۔ اس خطہ کا عالم کسی موضوع پر کچھ لکھنے کے سلسلہ میں زیادہ عبارت آرائی نہ بھی کرسکتا ہو [29]۔ بلکہ لمبی چوڑی عبارت لکھنے میں دقت بھی محسوس کرتا ہو مگر

جب اس سے کسی دینی مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے کہا جائے گا تو بالکل صحیح اور مدلل رائے دے گا اور لگے گا کہ ایک عالم کامل اور نابغۂ روزگار ہے اتنا عالم وفاضل کہ استفتاء کے جواب میں فتویٰ بھی دے سکے گا[30]۔

مغلیہ سلطنت کے زمانہ میں خیبر پختون خواہ میں علم فقہ:

ہندوستان میں مسلم عہد کے دوران فقہ اسلامی کو ایک اہم مقام حاصل رہا ہے۔ وہ محمود غزنوی کا زمانہ تھا غوری خاندان کا یا مغلوں کا، مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر نے 21 اپریل 1526ء کو ہندوستان پر قبضہ کیا[31] اور ہندوستان پر مغلوں کی حکومت 1857ء تک قائم رہی۔ ظہیر الدین بابر درہ خیبر کے راستے جمرود آیا۔ اور یہاں پر پڑاو کیا۔ پھر یہاں سے سیر کے لئے پشاور گیا۔ دریائے سندھ تک سیر کی غرض سے پہنچا پھر کوہاٹ واپس آیا کوہاٹ میں دو دن اور دو رات ٹھہرے۔ پھر وہاں سے ہنگو کی طرف چلے گئے۔ ہنگو میں بنگش قوم نے باہر کا راستہ روکا ان کے ساتھ جنگ ہوئی جس میں بابر کو فتح ہوئی۔ انگریزوں سے پہلے مغلوں کی سلطنت میں یہ خیبر پختون خواہ صوبہ کابل کا حصہ تھا[32]۔ مغلیہ حکمران عموماً علم دوست تھے لیکن ان میں سے اورنگزیب عالمگیر کی فقہی کاوشیں بہت زیادہ ہیں اور اس نے اپنے عہد میں "فتاوی عالمگیری" ترتیب دی تھی[33] ہندوستان میں تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ بہت پہلے شروع ہو چکا تھا۔ اسی طرح صوبہ خیبر پختون خواہ میں بھی رفتہ رفتہ پیش رفت ہونے لگی۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ اس صوبہ کے علماء یا عام لوگ عبارت آرائی سے ناآشنا تھے اور زیادہ لمبی چوڑی عبارت لکھنے میں دقت محسوس کرتے تھے۔ لیکن عہد مغلیہ میں اس حوالہ سے کچھ بہتری آئی۔ اور فقہ اسلامی کو ایک خاص مقام ملا۔ اور اس عہد کے علماء نے اس فن میں خصوصی دلچسپی رکھی۔ کیونکہ اس عہد کے علماء میں سے اکثر نے سینٹرل ایشیاء سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے ہوئے تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ یہ فن حکمرانوں سے قربت کا ایک اہم وسیلہ تصور کیا جانے لگا۔ نیز اس فن میں مہارت کی وجہ سے کوئی سیاسی و حکومتی عہدہ بھی تفویض کئے جانے کی امید ہوتی تھی۔ چنانچہ درس و تدریس کے میدانوں میں علم فقہ کو وقعت و فضیلت حاصل ہوئی۔ دوسری طرف اس عہد کے حکمرانوں نے اپنے دربار کے علماء کی ماتحتی میں اس فن کے فروغ میں خصوصی دلچسپی ظاہر کی اور ایسے علماء کی خاص طور پر مالی مدد کی جنہوں نے علم فقہ کی تدریس یا تحقیق و تصنیف کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا تھا[34]۔ صوبہ خیبر پختون خواہ کے مغلیہ دور حکومت کی ابتداء میں فقہ کی تدریس اور افتاء و قضاء کا کام مساجد میں ہوتا تھا۔ جہاں سے علمائے کرام شریعت و اسلامی قانون کو نافذ کرنے اور لوگوں کے مسائل حل کرنے کی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ جس طرح کہ ابتدائے اسلام سے مساجد کو درس گاہوں کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ دور نبوی ﷺ میں بھی مساجد عبادات کے علاوہ عدل و انصاف، ضیافت و مہمان نوازی، مرکز تعلیم، مرکز حکومت اور مشاورت و کمیونٹی سنٹر کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہیں[35]۔ یہی مساجد علم و عرفان کے مینار تھیں اور ہر طرف نور و ہدایت پھیلانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ مساجد سے متصل حجرے طلباء اور اساتذہ کرام کے لئے دارالاقامہ کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ بسا اوقات ان حجروں سے دارالافتاء اور دارالاقامہ دونوں کام لئے جاتے تھے۔ یعنی دارالقرون کے زمانہ سے لے کر مغلیہ عہد تک بلکہ آج تک مساجد کو بے شمار دینی رسومات، درس و تدریس اور دارالافتاء کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ ذیل میں مغلیہ دور حکومت کی چند مساجد کا ذکر کیا جائے گا ان میں سے اکثر مساجد کو میں نے خود دیکھ لیا۔

ا۔ جامع مسجد مہابت خان:

یہ مسجد مغلیہ دور کے نامور گورنر پشاور مہابت خان کے نام سے مشہور ہوئی ہے۔ یہ پشاور کی سب سے بڑی تاریخی مسجد ہے۔ ١٥٦١ء سے ٢٦٦١ء کے دوران تعمیر ہوئی بعد میں شہرت کی وجہ سے ایک مدرسہ کی شکل اختیار کی اور جامعہ اشرفیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مہتمم مولانا

عبد الودود قریشی دیوبندی اور صدر مدرس مولانا زین العابدین دیوبندی تھے۔ عشاء نماز کے بعد درس قرآن کا اہتمام ہوتا۔ یہاں سے باقاعدہ فتوے شائع ہوتے لیکن اندراج کا کوئی خاص بندوبست نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ فتاوی تحریری شکل میں موجود نہیں (36)۔

۲۔ مسجد قاسم علی خان:

مغلیہ دور میں یہ مسجد قاسم علی صاحب کے نام پر تعمیر ہوئی ہے جس کی قبر بھی اسی مسجد میں ہے پشاور کے بازار مسگران اور بازار داگراں کے عین وسط میں یہ مسجد واقع ہے۔ یہ دور دراصل سکھوں کا دور تھا لیکن اس کی تعمیر مغلیہ طرز تعمیر کے مطابق ہی ہے۔ یہاں پوپل زئی خاندان کے مفتی پشت در پشت سے امامت، اور خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب ۵۳ یا ۳۰ سال سے یہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں آپ کی قیادت میں ہفتہ وار مشورہ ہوتا ہے اور مختلف دینی اور معاشرتی مسائل پر تفصیلی گفتگو ہوتی ہے لوگ مختلف دینی مسائل سے متعلق یہاں سے فتوے حاصل کرتے ہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا صوبائی دفتر بھی اسی مسجد میں ہے اور لائبریری بھی، جس میں ختم نبوت کے رہنماؤں کی کتابیں موجود ہیں (37)۔

۳۔ مسجد خواجہ معروف:

حضرت خواجہ معروف نے آج سے تقریباً چھ سو سال پہلے یہ مسجد تعمیر کروائی ہے یہ مسجد پشاور کے علاقہ گنج میں واقع ہے یہ قدیم تاریخی مسجد اسلامی علوم کے درس و تدریس، اہل طریقت و شریعت اور فقہ و افتاء کا مرکز رہی ہے (38)۔

۴۔ جامع مسجد گنج علی خان:

یہ مسجد مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے ۱۶۶۵ء میں تعمیر کرائی ہے۔ پشاور کے گھنٹہ گھر میں واقع ہے۔ مغل علی مردان کابلی کے بیٹے گنج علی خان کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں کے خطباؤفقہاء کے پاس لوگ اپنے مسائل حل کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں (39)۔

۵۔ مسجد سلطان پورہ:

اس مسجد کا سنگ بنیاد ۱۶۹۰ء میں سید پیر حسن گیلانی نے رکھا ہے۔ یہاں پر علمائے کرام ارشاد و تبلیغ اور درس و تدریس کے ذریعے دینی علوم کی اشاعت، امامت، خطابت اور افتاء کے فرائض سرانجام دیتے رہے (40)۔

۶۔ مسجد شیخ حبیب:

یہ مسجد شیخ کے نام پر موسوم ہے۔ قدیم اسلام پورہ کے مقام پر مرزا سید حسن کے جنوب مشرق کی جانب حضرت شیخ حبیب کا مزار ہے۔ ان کا زمانہ ۱۶۵۰ء ہے۔ یہ حضرت سید آدم بنوری کے مرید خاص تھے اس مسجد میں اب دینی مدرسہ ہے۔ جس میں علاقے کے بچے پڑھتے ہیں۔ پیش امام اور خطیب لوگوں کے دینی امور کی رہنمائی فرماتے ہیں (41)۔

۷۔ مسجد میاں غلام جیلانی:

تقریباً دو سو سال پرانی مسجد عالم دین میاں غلام جیلانی کے والد مولانا فصیح نے بنوائی تھی۔ یہ اندرونی بازار قانی گیٹ میں واقع ہے۔ یہاں پر درس و تدریس کا سلسلہ چلتا رہا۔ آزادی کے بعد مفتی عبد اللطیف اس مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ جو درس قرآن اور افتاء کا کام کرتے تھے۔ اس مسجد میں مفتی صاحب کی ایک بہت بڑی لائبریری بھی ہے (42)۔

مغلیہ دور کے یہ وہ چند مساجد ہیں۔ جن کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ جہاں باقاعدہ درس و تدریس، دعوت و تبلیغ، اصلاح اور غیر مسلموں کے خلاف جنگی منصوبہ بندی اور مشاورت وغیرہ کا کام ہوتا تھا۔ ان میں سے بعض مساجد نے باقاعدہ مدارس کی شکل اختیار کی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے فقہی کتابوں کی طباعت کا سلسلہ شروع ہوا تھا[43]تو صوبہ خیبر پختون خواہ کے اس مغلیہ دور حکومت میں تصنیف و تالیف شدہ بعض کتابوں کا ذکر بھی ملتاہے جو کہ درج ذیل ہے۔

۱۔ درمجالس:

یہ کتاب اخون کبیر کی یادگار کتاب معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ تالیف غالباً ۱۰۵۰ھ ہے۔ اس کتاب کا موضوع "فقہی مسئلے' ' ہے یہ نظم کی شکل میں ہے۔ جس میں ایمانیات، عقائد اور اخلاقی مضامین بھی ہیں۔ مطبوعہ صفحات ۳۲۰ ہیں اسے بہت پہلے "ہندو پریس کلب" نے چھپوائی تھی۔ اس کا ایک قلمی نسخہ "پشتو اکیڈمی لائبریری پشاور یونیورسٹی میں محفوظ ہے[44]۔

۲۔ ربقۃالاسلام:

یہ 1160ھ میں معزالدین خٹک کی تالیف ہے۔ جو چھوٹے بحر کے مثنوی نظم میں ہے۔ اس کتاب میں علم العقائد، توحید، اجزائے ایمان، فقہ، ارکان اسلام، عبادات اور تصوف کے مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب دہلی میں چھپی ہے۔ دوسری مرتبہ 1320ھ میں نولکشور پریس لاہور سے چھپی ہے۔ پشتو اکیڈمی پشاور میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے[45]۔

۳۔ فضل نامہ:

یہ کتاب حضرت خوشحال خان خٹک کی تالیف ہے اس کی پیدائش ۱۰۲۲ء ہے اس کے والد کا نام شہباز خان تھا، یہ مشہور شخصیت ہیں کسی تعارف کے محتاج نہیں، قومی اور ملی شاعر تھے۔ پشتو کی اس کتاب میں مختلف مسائل کو تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں جن میں ایمان، فقہی مسائل، ضروری احادیث، معاشرت، تمدن، حکمت وطب کی ضروریات شامل ہیں، اس کے کئے قلمی نسخے پشتو اکیڈمی پشاور میں موجود ہیں[46]۔

۴۔ فوائد شریعت:

حضرت اخوند قاسم پاپین خیل شینواری اس کتاب کے مؤلف ہے۔ کتاب کا مضمون خالص دینی اور فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے صفحات 280 ہیں اسے پہلے کارونیشن مطبع لاہور نے چھاپا۔ لاہور کے علاوہ میاں حاجی عبدالخالق وفضل مالک تاجران کتب قصہ خوانیپشاور نے بھی اس کتاب کو چھاپاہے۔ یہ کتاب 1125ھ بمطابق 1713ء میں لکھی گئی ہے۔ قلمی نسخہ پشتو اکیڈمی پشاور میں موجود ہے[47]۔ یہ مغلیہ دور حکومت کے صوبہ خیبر پختون خواہ کے علمائے کرام کی چند قابل ذکر فقہی کاوشیں تھیں۔ جن کا یہاں پر ذکر کیا گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی ایسی کتابیں موجودہیں۔ جن پر سن (سال) نہ لکھنے کی وجہ سے اسکے زمانے کا صحیح اندازہ نہیں ہوپارہا۔ اس کے مقابلے میں مغلیہ دور حکومت میں عصر حاضر جیسے تعلیمی اداروں سکول، کالج اور یونیورسٹیوں (جامعات) کا نام ونشان نہیں تھا۔ اس وجہ سے ان کے درس وتدریس اور فقہی خدمات کا ذکر نہیں کیا گیا۔

انگریز غلبہ ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں خیبر پختون خواہ میں علم فقہ کا پس منظر:

1526ء سے لیکر 1857ء تک ہندوستان پر مسلم حکمران مغلوں کی حکومت تھی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے برطانوی سامراج نے 1857ء میں مغلوں کو شکست دے کرہندوستان پر قبضہ کیا جبکہ صوبہ خیبر پختون خواہ میں اس سے پہلے 1849ء میں داخل ہوا تھا[48]۔ اور ان کا یہ قبضہ 14 اگست 1947ء کو قیام پاکستان پر ختم ہوا۔ یوں صوبہ خیبر پختون خواہ بلکہ پوراملک پاکستان آزاد ہوا۔ انگریزوں کے اس سو سالہ دور اقتدار میں وہ علاقہ جو شمال مغربی سرحدی صوبہ کہلاتا رہا۔ عرصہ دراز تک سیاسی و تعلیمی حقوق ومراعات سے محروم رہا[49]۔ بایں

وجہ مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف جذبات پیدا ہوئے اور انہوں نے انگریزی تسلط کی زنجیروں کو توڑنے کے لئے عملی جدوجہد شروع کی۔ سید احمد بریلوی، شاہ اسماعیل اور دوسرے مذہبی علماء، فقہاء اور مبلغین نے اس جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اسی لئے انگریز مسلمانوں کے خلاف ہوگئے۔ اور ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ تاکہ مسلمان معاشی بدحالی سے تنگ آکر عسائیت قبول کرلیں۔ انگریزوں نے اسلام کے خلاف لیٹریچر شائع کیا۔ قرآن، تفسیر قرآن، احادیث رسول اور سیرت رسول ﷺ پر ناپاک اعتراضات پیش کئے۔ پادریوں نے اسلام کے فقہی قوانین مثلاً فرائض نکاح اور طلاق وغیرہ پر حملے کئے مسلمانوں میں فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھانے اور ان کے ملی اتحاد کو کمزور کرنے اور ان میں مزید مذھبی کشیدگی اور کشمکش پیدا کرنے نئے نئے مذہبی رہنماؤں کی سرپرستی کی اور قادیانیوں کی تحریک کو مضبوط کرنے کے لئے اس کی مالی اعانت کی انہوں نے مسلمانوں میں انتشار اور خلفشار پیدا کرنے کے لئے شیعہ، سنی، دیوبندی اور بریلوی تعصبات کو بڑھانے کی کوشش کی۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں کی گمراہی میں اضافہ کیا ان کے علاوہ مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرنے کے لئے انہوں نے نہ صرف مساجد کی بے حرمتی کی بلکہ سور کا گوشت کھلے عام بیچنے لگے۔ یہی وجہ تھی کہ مولانا فصل حق خیر آبادی نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا بہر حال فرنگیوں کی اس منافرت نے مسلمانوں میں مذہب سے وابستگی کے جذبے کو مستحکم کر دیا۔ خیبر پختون خواہ کے رہنے والوں کی اس وقت دو بنیادی ضرورتیں تھیں۔

ا۔ تعلیم ۲۔ اقتصادی ترقی و بہبود، انگریزوں نے ان دونوں باتوں کی طرف بے توجہی اختیار کئے رکھی۔ جب صوبہ سرحد 1901ء میں پنجاب سے علیحدہ ہو کر خود ایک صوبہ بن گیا۔ تو پشتونوں میں تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد بہت کم تھی۔ ان کی تعلیمی پسماندگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ 1911ء میں یہاں صرف دو فیصد لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ تو بالکل نہیں تھے۔ اس ابتر صورتحال سے نکلنے کے لئے صاجزادہ عبد القیوم خان کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ انہوں نے پشاور میں حاجی ترنگزئی صاحب کی قیادت میں اسلامیہ کالج کی بنیاد رکھی (50)۔ اور 1913ء میں اسلامیہ کالجیٹ ہائی سکول قائم کیا صوبہ خیبر پختون خواہ کے اضلاع اور قبائلی علاقوں میں ۱۹۴۷ء تک بیس سے زیادہ سکول نہیں تھے۔ اسلامیہ کالج اور ایڈورڈ مشن کالج پشاور کے علاوہ کہیں بھی گورنمنٹ کالج نہیں تھا۔ بعد میں ایک کالج بنوں میں ہندوں نے قائم کیا۔ گنتی کے چند مڈل سکول تھے۔ عصری علوم کا انگریز زمانہ میں یہی حال تھا۔ اس کے مقابلے میں دینی و مذہبی علوم کے لئے مساجد و مدارس کے قیام کی صورتحال کچھ یوں ہے (51)۔ کہ مسلمانوں میں قومی شعور کو بیدار کر کے قرآن، حدیث اور فقہ وغیرہ کی تعلیم کے سلسلے میں مدارس کے قیام اور مذہبی کتابوں کی اشاعت کے جذبے کو فروغ دیا۔ اور مسلمانوں میں جو حق شناس فقہاء اور علمائے حق تھے انہوں نے مناظروں اور مباحثوں کے علاوہ فقہی مسائل کی مقبولیت اور حقانیت کے بارے میں قابل قدر کتب لکھیں تاکہ فقہ کی علمیت کو قائم رکھا جاسکے اور مختلف مکاتب فکر و نظر کے علمائے کرام اور فقہائے عظام نے اہم کردار ادا کیا (52)۔

درج ذیل میں ان مدارس و مساجد اور فقہائے کرام کا ذکر کیا جائے گا۔ جنہوں نے انگریز کے زمانہ میں خیبر پختون خواہ میں فقہی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اوپر مغلیہ دور حکومت کی مساجد کا ذکر ہوا تھا ان مساجد میں درس و تدریس اور تحقیق کا کام جس طرح مغلیہ دور میں چلتا رہا۔ پوری جانفشانی اور محنت و لگن کے ساتھ انگریز دور میں بھی یہی سلسلہ چلتا رہا۔ بلکہ بعض مساجد نے تو مدرسہ کی شکل اختیار کی۔ اور یوں فقہ کے درس و تدریس اور تحقیق میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ تصنیف و تالیف میں دلچسپی بڑھنے لگی افتاء کے مراکز قائم ہوئے۔ کتابوں کی طباعت نے بھی نئی اور جدید شکل اختیار کی۔ مساجد، مدارس، مراکز افتاء کے ساتھ ساتھ عصری تعلیمی ادارے بھی قائم ہوئے لیکن سرکاری جامعات کا وجود نہیں تھا۔ صوبہ خیبر پختون خواہ کے انگریز دور کے چند مشہور مدارس کا ذکر پیش کیا جائے گا۔ جو درس و تدریس اور تحقیق

کے ذریعے فقہی خدمات پیش کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ اور وافر مقدار میں رجال کار پیدا کئے انگریز زمانے کے ان مدارس میں زیادہ تر درس نظامی کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ 1929ء میں قاضی مضیئ الدین نے جامعہ عربیہ اسلامیہ رزڑ چارسدہ کی بنیاد رکھی تھی۔ جو آج بھی قائم و دائم ہے اور فقہ وافتاء کے حوالے سے عظیم خدمات سرانجام دے رہا ہے[53]۔ انگریز زمانہ 1902ء میں اکوڑہ خٹک کے روحانی پیشوا سید مہران شاہ نے مدرسہ مفتاح العلوم کی ابتداء اپنی جامع مسجد سے کی تھی[54]۔ مدرسہ اعظمیہ کو 1882ء میں اکوڑہ خٹک کے شیخ صدیقی خاندان کے حضرت مولانا عبد القادر نے اپنے دادا محمد اعظم کے نام کی مناسبت سے دریائے لنڈا کے کنارے سفید مسجد میں قائم کیا تھا[55]۔ نوشہرہ کے پبی گاؤں کے قریب کڑوی نام ایک گاؤں ہے۔ انگریز زمانہ سے صوبہ خیبر پختون خواہ میں یہ دارالافتاء اکبر پورہ اِسلامی علوم وفنون، فقہ اور افتاء وقضاء کا بڑا مرکز رہا ہے[56]۔ انگریز زمانہ میں ہمارے آباؤاجداد کے دو مدارس تھے ایک مدرسہ محلہ اسماعیل خیل گاؤں زنگی خیل ضلع لکی مروت میں تھا جس کا رقبہ چار کنال تھا جہاں ملا اصغر اور اس کے بھائی ملا محمد فقہ، اصول فقہ، صرف ونحو اور دیگر اسلامی علوم پڑھاتے رہے بعد میں ملا عبد اللہ (زنگی خیلو ملا) بھی اسی مدرسہ میں پڑھاتے رہے لیکن وہ کچھ عرصہ بعد قریبی گاؤں جھنگ خیل چلے گئے اور تا مرگ وہاں دینی خدمات سرانجام دیتے رہے اور آپ کی قبر جھنگ خیل قبرستان میں ہے آپ کے صاحبزادے استاد عبد الحلیم اخونزادہ نے اپنے والد صاحب کے اس مشن کو آگے بڑھایا اخونزادہ صاحب کے دو فرزند آج بھی حیات ہیں۔

۱۔ مولانا محمد انور صاحب شیخ الحدیث جامعہ حلیمیہ درہ پیزو، آپ ۲۰۱۸ء کے انتخابات میں لکی مروت سے ممبر قومی اسمبلی بھی بن گئے۔

۲۔ مولانا محمد شفیع صاحب استاد الحدیث جامعہ حلیمیہ درہ پیزو۔

اسی مدرسہ میں باجوڑ، وزیرستان، افغانستان اور دیگر دور دور علاقوں سے آئے ہوئے طالبان رہائش پذیر ہوتے اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے ان طالبان کے کھانے پینے کا انتظام گاؤں والے کیا کرتے تھے۔ یہ مدرسہ "درس" کے نام سے مشہور تھا[57]۔

دوسرا مدرسہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے گاؤں عبد الخیل میں تھا جو "طالبانوں بیٹھک" کے نام سے آج بھی مشہور ہے ۱۹۲۵ء میں ہمارے دادا مولانا کمال الدین خانقاہ یٰسین زئی کے صاحبان کے کہنے پر زنگی خیل سے عبد الخیل اس شرط پر آئے تھے کہ طالبان کے کھانے پینے اور رہائش کا انتظام گاؤں والوں کے ذمے ہوگا۔ گاؤں والے اس پر تیار ہوگئے اور تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا میرے چچا استاد عبد المنان اور استاد عبد السلام بھی پڑھاتے رہے جبکہ ہمارے تیسرے چچا مفتی عبد اللطیف خیر المدارس ملتان میں مفتی محمود صاحب کے معاون مفتی رہے اور سب سے چھوٹے چچا مولانا عبد الحکیم اکبری، مولانا فضل الرحمن کے مدرسہ جامعۃ المعارف الشرعیہ ڈیرہ اسماعیل خان میں مسند تدریس پر فائز تھے اور ساتھ ساتھ گومل یونیورسٹی میں امامت وخطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے آپ نے گومل یونیورسٹی سے پی، ایچ، ڈی بھی کی ہے آپ کئی کتابوں کے مصنف اور مضمون نگار بھی ہے۔ استاد کمال الدین کی وفات کے بعد میرے والد مفتی سعد الدین صاحب نے درس و تدریس کا یہ سلسلہ آگے بڑھایا لیکن یہ سلسلہ اس وقت ٹوٹ گیا جب خانقاہ یٰسین زئی کے مرشد مولانا سید محسن شاہ صاحب نے مفتی صاحب کو اپنے مدرسہ جامعہ حلیمیہ درہ پیزو ضلع لکی مروت میں بلالیا مفتی صاحب عبد الخیل سے جامعہ حلیمیہ چلے گئے اور تاہنوز وہاں پر درس و تدریس اور افتاء کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں آخر میں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج زنگی خیل اور عبد الخیل کے ان دونوں مدارس کا وجود باقی نہیں رہا[58]۔ انگریز زمانہ میں تعمیر کی گئی مشہور مساجد میں سے ایک مسجد "جامع مسجد سپین" بھی ہے یہ جامع مسجد نزد شیر پاؤ ہسپتال یونیورسٹی روڈ پشاور میں واقع ہے۔ 1912ء انگریز زمانہ میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس مسجد میں ایک مدرسہ جامعہ ضیاء العلوم کے نام سے موجود ہے۔ اس مدرسہ میں درجہ رابعہ تک کتب، درجہ حفظ اور عربی تکلم

کورس کی کلاسز موجود ہیں۔ نکاح رجسٹرار بھی اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ تاہم یہاں پر فتوی نویسی کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی تصنیفی خدمات ہیں افغان جہاد میں اس جامع مسجد نے مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ ایک بہترین لوکیشن پر واقع ہونے کی وجہ سے نہ صرف خیبر پختون خواہ بلکہ باہر ممالک کے عوام وخواص کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مدرسہ کے مہتمم مولانا شیر از احمد فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور ہے (59)۔ انگریز دور میں تصنیف وتالیف کا عمل بھی شروع ہو چکا تھا جن میں سے قابل ذکر کتابیں درج ذیل ہیں۔

ا۔ ارشاد الطالبین:

اس کتاب کو اخوند درویزہ نے لکھا ہے۔ اس کتاب میں فقہی مسائل کا استخراج کیا گیا ہے۔ 500 صفحات پر مشتمل اس کتاب کے 4 ابواب ہیں یہ فارسی میں لکھی گئی ہے۔ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔ سال ۱۳۰۱ھ میں اس کی طباعت مطبع فیض عام دہلی سے ہوئی ہے۔

۲۔ خیر البیان:

یہ بایزید انصاری کی تصنیف ہے۔ اس کی ترتیب، تدوین اور حواشی حافظ محمد عبد القدوس قاسمی نے لکھی ہے۔ 1988ء میں دوسری مرتبہ پشتو اکیڈمی پشاور نے اس کو نشر کیا ہے۔ اس کتاب میں عقائد، مسائل شریعت اور تصوف کا بیان ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کی تاریخ 1061ء ہے۔ پشتو اکیڈمی میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

۳۔ توضیح المعانی (شرح خلاصہ کیدانی):

یہ علامہ میاں محمد عمر چمکنی کی تصنیف ہے۔ اس کی طباعت بہت پہلے ہوئی ہے۔ اور اس کو مطبع فیض عام دہلی نے 1298ھ میں چھپوایا تھا۔ اس کے کل صفحات 949 ہیں۔ مشہور فقہی رسالہ خلاصہ کیدانی کا منظوم ترجمہ اور تشریح ہے (60)۔

۴۔ تیر ودود بر سینہ مردود:

مولانا عبد الودود خطیب مسجد مہابت خان نے 1940ء مین فتنہ مرزائیت کے خلاف یہ کتاب لکھی ہے۔ جس کو عوام میں بہت زیادہ پزیرائی ہوئی۔ مگر انگریز حکومت نے فوراً یہ کتاب ضبط کرلی۔ اور مولانا کو پشاور بدر کر دیا گیا (61)۔

۵۔ نافع المسلمین (پشتو اشعار):

اس کتاب کے مصنف کا نام حضرت اخون گدا ہے۔ یہ کتاب کئی علوم کا مجموعہ ہے۔ در حقیقت اس مین دینی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے لئے نہایت بیش بہا اجتماعی فقہی مسائل بیان ہوئے ہیں۔ ٹوٹل صفحات 312 ہیں۔ 1302ء میں اس کو مطبع عام دہلی نے چھپوایا تھا۔ پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی کی لائبریری میں اس کا نسخہ پڑا ہے (62)۔

انگریز عہد میں اور بھی کثیر تعداد میں فقہی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ پشتو اکیڈمی پشاور اور دیگر لائبریریوں میں موجود ہیں۔ لیکن ان پر سال نہ لکھنے کی وجہ سے صحیح اندازہ نہیں ہو پا رہا۔ موجودہ خیبر پختون خواہ کے انگریز عہد میں فتاوی عالمگیری، فتاوی قاضی خان، فتاوی فیروز شاہی کا زیادہ تر اثر رہا ہے (63)۔ فقہ کی پڑھائی جانے والی کتابوں میں منیۃ المصلی ہر مسجد کی زینت بنی ہوئی تھی۔ مدارس و مکاتب میں فقہ کی پڑھائی جانے والی کتابوں کا نصاب وہی ہے۔ جو مغلیہ دور حکومت میں ملا نظام الدین نے بنایا تھا۔ جو درس نظامی کے نام سے مشہور ہے۔ اور کورس کا دورانیہ بھی آٹھ سال جو مقرر ہوا تھا۔ وہی انگریز عہد حکومت میں بھی چل رہا تھا (64)۔

عصر حاضر میں خیبر پختون خواہ میں علم فقہ کی صورتحال:

جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ موجودہ خیبر پختون خواہ میں جس دن اسلام داخل ہوا اسی دن سے ہی فقہ حاصل کرنے کا عمل شروع ہوا ہے پہلے سینہ بہ سینہ فقہ کے علوم منتقل ہوتے رہے پھر ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے مساجد، مدارس اور خانقاہوں میں باقاعدہ درس و تدریس کے ذریعے ترقی یافتہ منزل کو پہنچ گئے اور یہ علم فقہ، علماء، فضلاء اور حکماء کے علمی حلقوں میں بحث و نظر اور تحقیق کا ایک دلچسپ، بامعنی اور ناگزیر مضمون بن گیا اور انسانی ضروریات کی افزودگی کے پیش نظر علم فقہ میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ آج کل (عصر حاضر میں) صرف مدارس دینیہ ہی نہیں بلکہ سرکاری و غیر سرکاری جامعات میں دیگر اسلامی علوم و فنون کی مانند فقہ کو بھی ایک جداگانہ اور اہم مقام حاصل ہے۔ جب 1947ء میں انگریز کے جانے کے بعد ملک پاکستان وجود میں آیا اس وقت موجودہ خیبر پختون خواہ مغربی پاکستان کا حصہ تھا۔ انگریز کے دور میں یہ علاقہ شمالی مغربی سرحدی صوبہ کہلاتا رہا اور مختصراً صوبہ سرحد کے نام سے پکارا جاتا[65]۔ انگریزوں نے 1849ء میں صوبہ سرحد پر قبضہ کر لیا تھا[66]۔ ان کا یہ قبضہ 14 اگست 1947ء کو قیام پاکستان پر ختم ہوا۔ اور ملک آزاد ہو گیا۔ انگریزوں کے اس سو سالہ دور میں شمال مغربی سرحدی صوبہ NWFP عرصہ دراز تک سیاسی حقوق و مراعات سے محروم رہا[67]۔ 1893ء میں سر مور ٹیمر ڈیورنڈ نے حکومت برطانیہ کی جانب سے اسی پہاڑی سلسلے کے ساتھ ساتھ ایک لکیر کھینچی تاکہ ہندوستان کو افغانستان سے جدا کیا جا سکے۔ جس کو ڈیورڈ لائن کے نام سے پکارا جاتا ہے آج بھی یہ ڈیورنڈ لائن پاکستان اور افغانستان کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے[68]۔

9 نومبر 1901ء کو شمال مغربی سرحدی صوبے کا قیام عمل میں آیا۔ اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان کا حصہ بنا۔ 14 اکتوبر 1950ء کو اسے پنجاب، سندھ اور بلوچستان سمیت مغربی پاکستان کے ون یونٹ صوبے میں ضم کر دیا گیا پاکستان میں پہلے انتخابات 1951ء میں منعقد ہوئے۔ اسی دوران انضمام کی پالیسی کے تحت قبائلی علاقوں کے کچھ حصے شمال مغربی سرحدی میں شامل کر دیئے گئے۔ 1949ء مین سوات، دیر اور چترال کو ضلعی حیثیت دے دی گئی۔ اور اسی طرح 1970ء میں سرحد کی صوبائی حیثیت بحال کر دی گئی۔ اور عام انتخابات منعقد کر دیئے گئے۔ جس میں مولانا مفتی محمود کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کی مشترکہ حکومت قائم ہوئی[69]۔ بالآخر 2008ء کے انتخابات میں عوامی نیشنل پارٹی کی حکومت صوبہ سرحد میں آتی ہے اور مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت، 2010ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ میں پیش کی جانے والی اٹھارویں ترمیم میں صوبے کا نام صوبہ سرحد سے تبدیل کر کے خیبر پختونخواہ رکھا جاتا ہے جو یہاں کے عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ تھا۔ اب اس صوبے کو خیبر پختون خواہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے[70]۔ قیام پاکستان کے ابتدائی دس سالوں میں موجودہ خیبر پختون خواہ میں فقہ کی تدریس کا سلسلہ جاری رہا لیکن مدارس کا کوئی منظم نیٹ نہیں تھا اور نہ ہی کوئی تعلیمی بورڈ تھے فقہ کے تحقیقی کام کے حوالے سے صرف چھوٹے رسالے لکھے گئے تھے۔ فقہ کی ضخیم کتابوں اور فتاویٰ جات لکھنے کا رواج عام نہیں تھا۔ اور نہ ہی جدت کا عنصر پایا جاتا تھا۔ تاہم استحکام پاکستان کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے خیبر پختون خواہ میں جلد ہی دینی و عصری اعلیٰ تعلیم کی طرف تیزی سے رجحان بڑھنے لگا۔ اور بڑے بڑے دینی مدارس، مراکز افتاء اور سرکاری جامعات کا قیام عمل میں لایا گیا[71]۔ فقہ کی تدریس و تحقیق کے حوالے سے مدارس و سرکاری جامعات میں اہم سرگرمیاں تیز ہونے لگیں۔ ذیل میں ان کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے

کہ عصر حاضر میں فقہ کی ترویج وارتقاء کے بارے میں مدارس دینیہ کے کردار کو اگر دیکھا جائے تو درس و تدریس اور تحقیق کے میدان میں خیبر پختون خواہ کے مدارس پاکستان کے دوسرے صوبوں سے پیچھے نہیں۔ یہاں خیبر پختون خواہ میں مدارس کا ایک مضبوط نیٹ ورک مختلف تعلیمی بورڈوں کی زیر نگرانی کام کرتا ہے پانچ مشہور تعلیمی بورڈ یہ ہیں۔

۱۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان[72]۔

۲۔ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان[73]۔

۳۔وفاق المدارس السلفیہ[74]۔

۴۔وفاق المدارس الشیعہ[75]۔

۵۔رابطۃ المدارس الاسلامیہ۔

مگر ان میں سے وفاق المدارس العربیہ کے مدارس سب سے زیادہ ہیں کیونکہ یہاں خیبر پختون خواہ کے باشندے اکثر احناف ہیں اور مسلک دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں۔ان مدارس دینیہ میں موجود علماء وفقہاء نے فقہ کے میدان میں عظیم تدریسی و تصنیفی خدمت سرانجام دی ہیں۔ مثلاً دارالعلوم حقابیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ عبدالحق صاحب، مفتی سیف اللہ صاحب اور مفتی مختار اللہ صاحب نے "فتاوی حقانیہ" ترتیب دی ہے۔ مفتی محمد فرید صاحب نے "فتاویٰ فریدیہ"۔ جامعہ نجم المدارس کلاچی ڈیرہ اسماعیل کے قاضی نجم الدین، قاضی عبدالکریم اور قاضی عبدالحلیم نے "نجم التفاوی" کے نام سے فتاوی کا ایک مجموعہ تیار کیا ہوا ہے۔ مولانا گوہر الرحمن صاحب نے کتاب "تفہیم المسائل" اور فقہ کے کئی اور نسخے تیار کئے۔ جامعہ دار لعلوم وزیرستان وانا کے مہتمم مولانا نور محمد صاحب کا مجموعہ "جدید فقہی مسائل ور سائل"[76]۔ مفتی عظمت اللہ بنوی صاحب کے 23 سے زیادہ فقہی مسائل پر لکھے گئے مقالات[77]۔ جامعہ احیاء العلوم وزیر آباد ضلع ٹانک کے مفتی نقیب اللہ کی کتاب "شرکت و مضاربت کے احکام"۔ مولانا سعید الرحمن ہزاروی صاحب کا فتاوی "مجموعۃ المسائل" مولانا شمس الحق افغانی کی تالیف شرعی ضابطہ دیوانہ۔ اور مولانا عبدالحق نافع مدرسہ اسلامیہ چارسدہ کی کتاب "ایضاح الفتاوی"۔ مولانا سید نصیب علی شاہ مہتمم جامعہ المرکز الاسلامی بنوں کی فقہی کانفرنسیں اور امت مسلمہ کو درپیش جدید مسائل کا قرآن وسنت اور علم فقہ کی روشنی میں حل[78]۔اسی طرح وفاق المدارس السلفیہ کی زیر نگرانی ابو محمد امین اللہ پشاوری نے پشتو میں "امین الفتاویٰ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ امیر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمن کے والد مولانا مفتی محمودؒ کا "فتاوی مفتی محمود"[79]۔ اور راقم الحروف کے استاد مفتی عبدالرحمن عبدالخیلوی کا "فتاوی عباد الرحمن" مفتی غلام الرحمن صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور کا "فتاوی عثمانیہ" اور آپ ہی کی زیر نگرانی درجہ تخصص اور دورہ حدیث کے طالب علموں کے ۱۴۳ تحقیقی مقالے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ کی "ہدایہ اور صاحب ہدایہ" مولانا محمد سلطان مسعود کا "فتاویٰ سلطانیہ"[80]۔

ان مندرجہ بالا فقہی کتابوں اور فتاوی جات کے علاوہ عصر حاضر کے خیبر پختون خواہ میں علماء وفقہاء نے بے شمار فقہی کتابیں، مقالے، رسالے، فتاوی، تراجم، حواشی، شروحات اور متون پشتو، اردو اور عربی زبان میں لکھے ہیں۔ اب عصر حاضر کے خیبر پختون خواہ میں اتنا بڑا فقہی ذخیرہ وجود میں آیا ہے جو کہ دیگر صوبوں اور خطوں سے بڑھ کر نہیں تو کم بھی نہیں ہے۔ جس طرح قیام پاکستان کے بعد دینی مدارس کے علماء وفقہاء نے فقہی تصانیف و تالیفات اور تحقیق کے میدان میں جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسی طرح سرکاری جامعات کے اسکالرز نے بھی اسی میدان میں اپنا لوہا منوایا ہے اور سرکاری جامعات کی لائبریریوں میں بیش بہا فقہی ذخیرہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ جس سے تشنگان علوم سیراب ہوتے ہیں۔ 1947ء میں پاکستان آزاد ہوتے ہوئے کچھ عرصہ بعد 1950ء میں صوبہ سرحد کے صوبائی دارالحکومت پشاور میں سرکاری جامعہ "یونیورسٹی آف پشاور" کا سنگ بنیاد رکھا جاتا ہے[81]۔ یکے بعد دیگرے یونیورسٹیوں کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پشاور ایگریکلچر یونیورسٹی، گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان، ہزارہ یونیورسٹی، کوہاٹ یونیورسٹی، ہری پور یونیورسٹی، مالاکنڈ یونیورسٹی، عبدالولی

خان یونیورسٹی مردان اورسائنس اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی بنو ں وغیرہ مختصر یہ کہ عصر حاضر میں خیبر پختون خواہ میں سرکای Recognized یونیورسٹیوں کی تعداد 24 تک پہنچ جاتی ہے(82)۔ مزید نئی یونیورسٹیاں بھی بن رہی ہیں جیسا کہ مفتی محمود زرعی یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان، صوابی، لکی مروت اور ٹانک یونیورسٹی وغیرہ۔

سرکاری یونیورسٹیوں کی طرح پرائیویٹ یونیورسٹیاں بھی کافی مقدار میں خیبر پختون خواہ میں پائی جاتی ہیں۔ ان تمام جامعات میں نہ صرف علم فقہ پڑھایا جاتا ہے۔ بلکہ شہسواران تحقیق فقہی میدان میں بھی پوری جانفشانی سے اپنے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ ان جامعات کے بی ایس، ایم اے اِسلامیات وعربی، ایم فل اور پی ایچ ڈی کورسز میں جس طرح دیگر علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح فقہ کو بھی ان پروگرام میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اور ہر پروگرام کے آخر میں ہر ایک طالب علم سے خاص عنوان پر تحقیقی مقالہ کسی ایک استاد پروفیسر کی زیر نگرانی لکھوایا جاتا ہے(83)۔ سرکاری وپرائیویٹ جامعات کے اسکالرز نے فقہ کے عنوان پر مشتمل بے شمار تحقیقی مقالے لکھے ہیں۔ یوں درس وتدریس فقہ کے ساتھ ساتھ فقہی عنوانات پر مشتمل تحقیقی کام بھی زرو وشور سے جاری وساری ہے۔ جامعات کے ہر ڈیپارٹمنٹ میں لائبریری بھی ہوتی ہے اور لائبریرین بھی، جہاں پر راہنمائی کے لئے تحقیقی مقالے رکھے جاتے ہیں۔ تو عصر حاضر کے خیبر پختون خواہ میں دینی مدارس اور جامعات میں علم فقہ کی تدریس اور تحقیق دونوں کام بدرجہ اتم ہورہے ہیں(84)۔

خلاصہ

صوبہ خیبر پختون نخواہ پاکستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ یہاں کے لوگوں میں دین اسلام کیلئے بالعموم اور دینی علوم کیلئے بالخصوص بڑی عقیدت پائی جاتی ہے۔ پہلی صدی ہی سے اس خطے میں اسلام داخل ہوا ہے اور اسی وقت سے یہاں قرآن وسنت کی تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری ہوا ہے فقہائے کرام نے قرآن واحادیث سے استنباط واستخراج کرکے احکام ومسائل کے علوم کیلئے فقہ کی اصطلاح استعما ل کی گئی۔ پہلے اس خط کے خصوصی حالات کے پیش نظر یہاں پر ابتداء میں بہت کم ہی باقاعدہ وباضابطہ فقہ یا دیگر اسلامی علوم کیلئے درس وتدریس کا کوئی رسمی نظام کبھی قائم رہا ہے بلکہ یہ علوم اکثر وبیشتر سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے رہے۔ قدیم زمانہ سے بچے کو اپنے گھر، مسجد اور دیگر مقامات میں پر دینی امور میں تربیت دینے کی روایت اس خطہ میں رائج رہی ہے۔ لیکن اس خطہ میں علوم دفنون کی ترویج واشاعت کی ابتداء کے بہتر مواقع اس وقت فراہم ہوئے جب (۶۰۲ھ۔۱۲۵۱ء) میں یہاں باقاعدہ مسلم حکومت دہلی سلطنت کے نام سے قائم ہو ئی۔ یہ عہد سیاسی وسماجی اور علمی وتمدنی حیثیوں کانی اہمیت رکھتا ہے۔ فقہی صباحث، درس وتدریس فقہ، تصنیف وتالیف اور فتاوی کی تا لیف میں دلچسپی کا مظاہرہ کیا گیا، عہد سلطنت کے بعد مغلوں (1857__1526ء) کا زمانہ آتا ہے۔ مغل حکمران عموماً علم دوست تھے۔ اس عہد کے علماء نے اس فن میں خصوصی دلچسپی رکھی کہ یہ فن حکمران سے قربت کا ایک اہم ذریعہ تصور کیا جانے لگا۔ اور ایسے علماء کی خا ص طور پر عالی مدد کی جاتی جنہوں نے علم فقہ کی تدریس یا تحقیق وتصنیف کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا تھا۔ ان کے حکمرانوں میں سے اور نگزیب عالمگیر کے حکم پر فتاوی عالمگیری کی تصنیف عظیم فقہی کاوش ہے۔ اس عہد میں عالیشان مسجد تعمیر ہوئیں جن میں درس وتدریس کا سلسلہ چلتا رہا۔ اور فقہی تصنیفات بھی لکھی گئیں۔ اور چھاپ خانہ کی ایجاد نے اس کام کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ 1857ء میں انگریزوں نے مغلوں سے حکومت چھین کر ہندوستان پر قبضہ کیا۔ تو انگریزوں نے اسلام کے خلاف لٹریچر شائع کیا۔ قرآن، تفسیر قرآن، احادیث رسول، سیرت رسول، فقہی قوانین مثلاً فرائض نکاح اور طلاق وغیرہ پر حملے کیے مسلمانوں میں فرقہ ورانہ کشیدگی بڑھانے، ملی اتحا د کمزور کرنے، نئے نئے مذہبی رہنماوں کی سرپرستی، قادیانی تحریک کو مضبوط کرنے کیلئے مالی معاونت، مسلمانوں میں انتشار اور خلفشار پیدا

کرنے کیلئے شیعہ سنی، دیوبندی اور بریلوی تعصبات کو بڑھانے کی کوشش کی ان ہی سازشوں کی وجہ سے علماء کرام نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتوی صادر فرمایا اور مسلمانوں میں مذھب سے وابستگی کو مستحکم کر دیا۔ اور مسلمانوں میں قومی شعور کو بیدار کر کے قرآن، حدیث اور فقہ و غیرہ کی تعلیم کے سلسلے میں مدارس کے قیام اور مذہبی کتابوں کے جذبے کو فروغ دیا۔ یوں فقہ کے درس و تدریس اور تحقیق میں مسلسل اضافہ ہو تا رہا۔ کتابوں کی طباعت نے بھی نئی اور جدید شکل اختیار کی۔ مساجد، مدارس، مراکز افتاء کے ساتھ ساتھ عصری تعلیمی ادارے مثلا سکول اور کالج جیسے تعلیمی دارے بھی قائم ہوئے لیکن سرکاری جامعات کا وجود نہیں تھا۔ جب انگریز کے جانے کے بعد 1947ء میں پاکستان وجود میں آیا تو فقہ کی تدریس و تحقیق کا سلسلہ جاری رہا لیکن مدارس کا کوئی منظم نیٹ ورک نہیں تھا۔ اور نہ ہی کوئی تعلیم بورڈ تھے، فقہ کی ضخیم کتابوں اور فتاوی جات لکھنے کا رواج عام نہیں تھا۔ اور نہ ہی جدت کا عنصر پایا جاتا تھا۔ تاہم ابتدائی دس سال گذارنے کے بعد خیبر پختونخواہ میں علم فقہ کی تدرس و تحقیق میں ایک نئی جان پڑ گئی۔ اور تیزی سے اعلی دینی و عصری تعلیم کی طرف رجحان بڑھنے لگا۔ اور بڑے بڑے دینی مدارس، مراکز افتاء، سرکاری جامعات اور تعلیمی بورڈز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جن میں فقہ کی تدریس اور تحقیق کی سرگرمیاں تیز ہونے لگیں ہنوز علم فقہ کی ترویج اور ارتقاء کے بارے میں مدارس دینیہ اور سرکاری جامعات کے کردار کو اگر دیکھا جائے تو علم فقہ کی تدریس تحقیق کے میدان میں خیبر پختونخواہ کے مدارس اور جامعات پاکستان کے دوسرے صوبوں سے پیچھے نہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] -https: // wikiwand.comپشاور

[2] -www. deily aj.com.pk

[3] - https m.dw.comحالات حاضرہ، خیبر پختون خواہ:

[4] - https: ur.m.wikipedid.org(خیبر پختونخواہ۔ آزاد دائرہ المعارف)

[5] ۔ https: www.khand forhang peshawar.com

[6] - www.pakistan.research. blogspot.com

[7] - https: humshehri.org

[8] - https: www.khan afarhang peshawar.com

[9] - www.pakistan-research.blogespot.comپاکستان:صوبہ خیبر پختون خواہ

[10] ۔ نوشاد خان، ڈاکٹر۔ پاکستان اسٹڈیز برائے گریجویٹ اینڈ پوسٹ گریجویٹ کلاسز ڈیپارٹمنٹ آف پاکستان سٹڈیز اسلامیہ کالج: یونیورسٹی آف پشاور۔ 2006ء، ص؛222

Nawshad Khan, Dr. - Pakistan Studies for Graduate and Postgraduate Classes Department of Pakistan Studies Islamic College Lodge: University of Peshawar - 2006, p. 222

[11] - https: ur.m.wikipedia.org خیبر پختونخواہ۔ آزاد دائرہ المعارف

[12] ۔Ibid

[13] ۔ منہاج الحسن، فضل رحیم مروت، جاوید اقبال، کرامت علی شاہ، مطالعہ پاکستان (بارہویں جماعت کیلئے)، خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور، 2018-19ء، ص;140

Minhaj-ul-Hassan, Fazal Rahim Marwat, Javed Iqbal, Karamat Ali Shah, Pakistan Study (For Twelve Jamaat), Khyber Pakhtunkhwa Textbook Board Peshawar, 2018-19. P,140

[14] ۔ https: ur.m.wikipedia.org خیبر پختون خواہ – آزاد دائرہ المعارف

[15] ۔ www.pakistan–research.blogspot.comپاکستان ریسرچ:صوبہ خیبر پختونخواہ

[16] ۔ محمد امین خان بن امین گل، صوبہ سرحد کے علماء کی فقہی خدمات، پی، ایچ، ڈی مقالہ، شعبہ تقابل ادیان کلیہ معارف اسلامیہ یونیورسٹی آف سندھ جاشورہ، س۔ن، ص:139

Muhammad Amin Khan bin Amin Gul, Ulamma K fiqhi Khdmat,Phd Maqala, Department of Comparative Religions, Faculty of Islamic Studies, University of Sindh, Jamshoro,P: 139

[17] -Ibid

[18] -Ibid

[19] -Ibid

[20] -Ibid

[21] -Ibid: 141

[22]۔ فاروقی، عماد الحسن آزاد، ہندوستان میں علوم وادبیات،، مکتبہ جامعہ نئی دہلی، 1986ء، ص:61

Faruqi, Emadul Hassan Azad, Science and Literature in India, Maktab Ja Maa New Delhi, 1986, p: 61

[23]۔ عثمانی، عزیز الرحمن، فتاوی دیوبند، دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی، س ن۔ ج، 1 ص:56

Usmani, Aziz-ur-Rehman, Fatawa Deoband, Darul Ashaat , Karachi, SNJ, 1 p: 56

[24]۔ الازہری، محمد ریاض، صوبہ سرحد میں مراکز افتاء کا قیام، معاشرتی خدمات، اثرات اور اصلاحی تجاویز، پی ایچ ڈی مقالہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، جون 2010ء۔ ص:22

Al-Azhari, Mohammad Riyaz, Ifta Center in the Frontier Province, Social Services, Impacts and Remedial Proposals, PhD Competition National University of Modern Languages Islamabad, June 2010, p,22

[25]۔ بھٹی، محمد اسحق، برصغیر میں علم فقہ، بیت الحکمتہ لاہور، س ن، ص:35

Bhatti, Muhammad Ishaq, Knowledge of Jurisprudence in the Subcontinent, House of Wisdom Lahore, Sun, p.35

[26]۔ صوبہ سرحد میں مراکز افتاء کا قیام ص:22

Ifta Center in the Frontier Province, p,22

[27]۔ محمد ساقی متعد خان، ماثر عالمگیری، اردو ترجمہ، فدا علی طالب۔ مکتبہ نفیس اکیڈمی کراچی، 1966ء۔ ص:473

Mohammad Saqi Mudat Khan, Maasar Alamgiri, Urdu Translator, Fida Ali Talib. Maktab Nafis Academy Karachi, 1966, p. 473

[28]۔ قدوسی، ارشاد الحق، اردو کی فقہی کتب کا تحقیق جائزہ،، تحقیقی مقالہ پی ایچ ڈی، سندھ یونیورسٹی جامشورہ، س ن، ص:101

Qudusi, Arshad-ul-Haq, Research Review of Urdu Jurisprudential Books, Research Paper PhD, Advice of Sindh University, Sun, p: 101

[29]۔ صوبہ سرحد میں مراکز افتاء کا قیام ص:79

, Ifta Center in the Frontier Province, p,79

[30]۔ صوبہ سرحد کے علماء کی فقہی خدمات، ص:141

Jurisprudential Services of Ulema of the Frontier Province,. P.141

[31] -Ibid

[32] -Ibid

[33] -Ibid

[34]۔ فلاحی، ضیاء الدین ڈاکٹر، برصغیر ہند میں علوم فقہ اسلامی کا ارتقاء، مکتبہ ایضاء پبلی کیشنز نئی دہلی، 2012ء۔ ص:22

Dr. Falahi, Dr. Zia-ud-Din, The Study of Islamic Jurisprudence in the Indian Subcontinent, Maktab-e-Iza Publications, New Delhi, 2012, p.22

[35] -https: ur.m.wikipedia.orgمغلیہ سلطنت، آزاد دائرہ المعارف

[36]۔ صوبہ سرحد میں مراکز افتاء کا قیام:ص:23۔

Establishment of Ifta Center in KPK. :p.23

[37] -Ibid

[38]۔ انٹرویو، 30/9/2018 بروز اتوار قاری محمد یونس امام مسجد قاسم علی خان، پشاور

Interview, 30/9/2018 on Sunday and Qari Muhammad Yunus Imam Masjid Qasim Ali Khan, Peshawar

[39]۔ حافظ نزیر احمد، جائزہ مدارس عربیہ اسلامیہ مغربی پاکستان، جامعہ چشتیہ لاہور لائل پور، س ن، ج 1، ص:206

Hafiz Nazir Ahmad, Review of Madrasas Arabiya Islamia Maghreb, Pakistan, Ja Ma Chashniya Lahor Lyallpur, Sun, Volume 1, Page 206

[40]۔ صوبہ سرحد میں مراکز افتاء کا قیام:ص:26

Ifta Center in the Frontier Province: p,26
[41] -Ibid
[42] -Ibid
[43] -Ibid

[44]۔ فلاحی، ضیاء الدین، برصغیر ہند میں علوم فقہ اسلامی کا ارتقاء،، مکتبہ ایضاء پبلی کیشنز، نئی دہلی، ص:25
Falahi, Zia-ud-Din, The Evolution of Islamic Jurisprudence in the Indian Subcontinent, Maktab Idha Publications, New Delhi, p. 25

[45]۔ انٹرویو، 2018/10/31، شاہد علی شاہ لائبریرین پشتو اکیڈمی پشاور
Interview, 31/10/2018, Shahid Ali Shah La Iberin Pashto Academy Peshawar
[46] -Ibid
[47] -Ibid
[48] -Ibid

[49])-pakistan research -blogspot.comمغلبہ سلطنت
[50] -Ibid
[51] -Ibid
[52] -Ibid

[53]۔ انٹرویو2018/9/29 بروز ہفتہ، صاحب حق، جامعہ عربیہ اسلامیہ رتبڑ چارسدہ
Interview on Saturday 29/9/2018, Sahib Haq,Jammia Arbia Islamia,Ratbar, Charsada.

[54]۔ انٹرویو2018/9/29، بروز ہفتہ، محمد عاصم، اکوڑہ خٹک نوشہرہ
Interview 29/9/2018, on Saturday, Mohammad Asim, Akora Khattak, Nowshara.

[55]۔ صوبہ سرحد میں مراکز افتاء کا قیام: ص:27
Ifta Center in the Frontier Province: p,27

[56]۔ انٹرویو، 2018/9/29، بروز ہفتہ، ولی اللہ، اسماعیل خیل نوشہرہ
Interview, 29/9/2018, on Saturday, Waliullah, Asma Ail Khel NowShehra

[57]۔ صوبہ سرحد میں مراکز افتاء کا قیام ص:18
Ifta Center in the Frontier Province, , p,18

[58]۔ انٹرویو2018/9/27 بروز جمعرات، مولانا محمد انور ممبر قومی اسمبلی و شیخ الحدیث جامعہ حلیمیہ ورہ پیزو ضلع لکی مروت
Interview 27/9/2018 on Thursday, Maulana Muhammad Anwar Member National Assembly and Shaykh-ul-Hadith with Halimiyah Vara Pezo District Lakki Marwat

[59]۔ انٹرویو، 2018/9/27 بروز جمعرات، مولانا عبدالحکیم اکبری ممبر اسلامی نظریاتی کونسل و خطیب گومل یونیورسٹی ضلع ڈیرہ سماعیل خان
Interview 27/9/2018 On Thursday, Maulana Abdul Hakim Akbari, a member of Islamic Nazar Yati, was born and preached in Gomal University City, Dera Sama Ali Khan.

[60]۔ انٹرویو، 2018/10/1 بروز سوموار، مولانا شہزاز احمد، امام جامع مسجد سپین پشاور
Interview, 1/10/2018 Burz Su Moar, Maulana Shehzaz Ahmed, Imam with Masjid Spain Peshawar

[61]۔ محمد امین خان بن امین گل، صوبہ سرحد کے علماء کی فقہی خدمات، پی، ایچ، ڈی مقالہ، شعبہ تقابل ادیان کلیہ معارف اسلامیہ یونیورسٹی آف سندھ جامشورو، س ن، ص:371
Mohammad Amin Khan bin Amin Gul, Jurisprudential Services of Ulema of the Frontier Province, Ph.D,p,371

[62]۔ انٹرویو، 2016/10/31، بروز سوموار، شاہد علی شاہ لائبریریئین پشتو اکیڈمی پشاور۔
Interview, 31/10/2016, Broz So Mawar, Shahid Ali Shah La Iberrian Pashto Academy Peshawar.

[63]۔ صوبہ سرحد کے علماء کی فقہی خدمات, ص:402
Jurisprudential Services of Ulema of the Frontier Province,p,402

[64]۔ ،صوبہ سرحد میں مراکز افتاء، کا قیام:24
Ifta Center in the Frontier Province: p,24

[65]۔ انٹرویو، 2018/10/31 بروز سوموار، شاہد علی شاہ لائبرسہ
Interview, 31/10/2018 on Monday, Shahid Ali Shah La Ibrasa

[66]۔ قدوسی، ارشاد الحق، اردو کی فقہی کتب کا تحقیقی جائزہ،، تحقیقی مقالہ پی، ایچ، ڈی، سندھ یونیورسٹی جامشورو، ص:101

Qudusi, Irshad-ul-Haq, Research Review of Urdu Jurisprudential Books, Research Paper Ph, D, Sindh University Report, p: 101

[67]۔ فلاحی ضیاءالدین، برصغیر میں علوم فقہ اسلامی کا ارتقاء، مکتبہ ایضاء پبلی کیشنز، نئی دہلی، س ن، ص:89۔

Falahi Zia-ud-Din, The Study of Islamic Jurisprudence in the Subcontinent, Maktab-e-Idhaa Publications, New Delhi,p: 89

[68] - Pakistan research blogspot.com.pk

[69] - www.dailyaj.com.pk

[70]۔ ،صوبہ سرحد میں مراکز افتاء کا قیام ،ص:18

, Ifta Center in the Frontier Province, , p,26

[71] -Ibid: 17

[72] -Ibid: 20

[73] - Https: m.dw.comخیبر پختونخواہ

[74]۔ انٹرویو، 3/1/2019 بروز جمعرات، قاری واحد بخش اسٹنٹ پروفیسر گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

Interview, 3/1/2019 on Thursday, Qari Wahid Bakhsh Stunt and Professor Gomal University City Dera Ismail Khan

[75] - www.wifaq-ul-madaris.com

[76]۔ انٹرویو، 27/9/2018، طالب علم محمد عاصم، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

Interview, 27/9/2018, Student Mohammad Asim, with Darul Uloom Haqqaniya Akora Khattak NowShehra

[77]۔ انٹرویو، 1/1/2019 بروز منگل، عبدالباسط استاد لونی سکول کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

Interview, 1/1/2019 on Tuesday, Abdul Basit Ustad Loni School Kalachi Dera Ismail Khan

[78]۔ انٹرویو، 5/1/2019، بروز ہفتہ، حاجی احمد نور صاحب، دارالعلوم وزیرستان وانا

Interview, 5/1/2019, on Saturday, Haji Ahmad Noor Sahib, Minister of Darul Uloom

[79]۔ انٹرویو، 5/1/2019، بروز ہفتہ، مولانا محمد طاہر، بنوں

Interview, 5/1/2019, on Saturday, Maulana Muhammad Tahir, Bannu

[80]۔ انٹرویو، 5/1/2019، بروز ہفتہ، مولانا محمد طاہر، بنوں

Interview, 5/1/2019, on Saturday, Maulana Muhammad Tahir, Bannu

[81]۔ انٹرویو، 6/1/2019، بروز اتوار، مولانا عبدالرشید مکتبہ زکریا لغاری گیٹ ڈیرہ اسماعیل خان

Interview, 6/1/2019, on Sunday, Maulana Abdul Rashid Maktab Zakar or Leghari Gate DI Khan

[82]۔ انٹرویو، 2/10/2018 بروز منگل، مفتی احسان مدرس ونائب مدیر جامعہ عثمانیہ پشاور

Interview, 2/10/2018 on Tuesday, Mufti Ehsan Madrassah and Deputy Editor with Osmania Peshawar

[83]۔ انٹرویو، 2/10/2018، بروز منگل، مولانا نوراللہ فارانی، لائبریرئین جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

Interview, 2/10/2018, on Tuesday, Maulana Noorullah Farini, Librarian, Abu Huraira University, Khaliqabad, Nowshera

[84]- www.upesh.edu.com